امام ابوبکر الخصافؒ

تیسری صدی ہجری میں فقہ حنفی کے امام

سراج احمد فاروقی

نام ونسب:......آپ کا اسم گرامی احمد بن عمر ہے (بعض حضرات آپ کے والد ماجد کا نام "عمروؔ" بتاتے ہیں) اور آپ کے جدامجد کا اسم گرامی مہیر (بروزن زبیر) ہے (بعض حضرات سے مہران، مہروان اور مہر (میم کے پیش اور ہاء ہوز کے زبر کے ساتھ) بھی منقول ہے) آپ کا تعلق قبیلہ شیبان سے ہے، آپ کی کنیت ابوبکر ہے اور آپ کا لقب خصاف ہے، آپ بغداد میں رہائش پذیر تھے اور مسلکاً حنفی تھے۔

خصّاف، شدّاد کے وزن پر ہے (خاء منقوطہ کے زبر اور صاد مہملہ کی تشدید کے ساتھ، آخر میں فاء ہے) عربی زبان میں خصاف اس شخص کو کہتے ہیں جو کفش دوزی کا کام کرتا ہے۔ اس لقب سے ان کی شہرت کی وجہ یہ ہے کہ جوتا سینا ان کا ذریعہ معاش تھا۔

پیدائش ووفات:......تمام سوانح نگار اس امر پر متفق ہیں کہ خصاف کی وفات ۲۶۱ھ میں ہوئی جو کہ کحالہ اور زرکلی کے قول کے مطابق ۸۷۵ میلادی ہے اور بروکلمان اور فواد سزکین کے مطابق ۸۷۴ میلادی ہے۔

چنانچہ طاش کبری زادہ نے مفتاح السعادہ، صفحہ ۱۳۹ پر لکھا ہے کہ خصاف کی وفات ۲۶۱ھ میں بغداد میں ہوئی اور فقیر محمد جہلمی نے آپ کی تاریخ وفات "سید مؤمنان" سے نکالی ہے۔ فوائد البہیہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت بھی منکشف ہوتی ہے کہ خصاف نے تقریباً اسی سال کی عمر پائی، اس لحاظ سے آپ کی تاریخ پیدائش تقریباً ۱۸۱ھ ہوتی ہے، جو کہ ۷۹۷ میلادی کے مطابق ہے۔

اساتذہ:......امام خصاف نے فقہ کی تعلیم اپنے والد عمر بن مہیر سے حاصل کی، جن کے استاد حضرت حسن ہیں اور حضرت حسن، حضرت امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں۔

حدیث میں آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد ماجد عمر بن مہیر کے علاوہ ابوعاصم ضحاک بن مخلد الشیبانی، ہشام بن

عبدالملک، ابراہیم ابن بشار الرمادی، مسدد بن مسرہد، عبداللہ بن مسلمہ القعنبی، یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی، واقدی، عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، ابومعاویہ الضریر، علی بن مدینی، معاذ بن اسد الخراسانی، الحسین بن القاسم النخعی الکوفی، عمرو بن عاصم الکلابی، ابوعامر العقدی، محمد بن فضل عارم، وہب بن جریر بن حازم، حسن بن عنبسہ الوراق، الفضل بن دکین ابی نعیم، معلیٰ بن اسد، ابوعمر حفص بن عمر الضریر، عمرو بن عون الواسطی، مسلم بن ابراہیم الازدی، ابوداؤد الطیالسی، وغیرہم۔

مختصر سیرت:......تاریخ کی یہ بڑی ستم ظریفی ہے کہ خصاف کی عظمت، علومرتبت، وسعت علمی اور فقہ حنفی میں منصب اجتہاد وامامت پر فائز ہونے کے باوجود سوانح نگاروں نے ان کے تفصیلی حالات کے تذکرے سے غفلت برتی ہے حتیٰ کہ تاریخ ولادت کا تعین بھی ظن اور قیاس سے تو کیا جاسکتا ہے لیکن اصول روایت کی روشنی میں یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔

بہرحال موصوف نے اپنی عظمت وجلالت شان کی وجہ سے خلفاء معاصرین کے دربار میں ایک بلند مقام پیدا کیا اور ان خلفاء نے بھی آپ کے فضل وکمال کا کماحقہ اعتراف کرتے ہوئے آپ کو قدرومنزلت کے اعلیٰ مقام پر فائز کیا، لیکن دشمنانِ بدطنیت کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے یہ تعلقات زیادہ عرصہ خوش گوار نہ رہ سکے، چنانچہ معتز باللہ کے دور میں ان پر حملہ ہوا، لیکن اس کے بعد مہدی باللہ کے دور میں ان کو پہلے سے زیادہ عروج حاصل ہوا اور اس کے بہت قریب ہوگئے، چنانچہ محمد بن اسحاق ندیم اپنی کتاب الفہرست صفحہ ۳۰۴ میں رقمطراز ہے:

> ’’ابوبکر خصاف فقیہ اور ماہر فرائض وحساب تھے اور اپنے ہم مسلک حضرات کے مذاہب کے عالم تھے اور مہتدی کے یہاں ان کو قرب وتقدم حاصل تھا۔‘‘

جب مہتدی باللہ کے یہاں ان کو اقتدار حاصل ہوا تو ان کے خلاف دشمنوں کی سازشیں شروع ہوگئیں۔ درحقیقت معتزلہ کے پیدا کردہ فتنہ خلق قرآن کے بعد اس دور میں کسی کو نقصان پہنچانے کا آسان طریقہ یہ تھا کہ اس کو اس مسئلے میں الجھا کر خلیفہ وقت کو اس سے بدظن کیا جائے اور سچ تو یہ ہے کہ ابوعبداللہ احمد بن ابی داؤد الایادی نے (جو کہ معتصم باللہ، واثق باللہ اور متوکل باللہ کے دور میں قاضی القضاۃ تھا اور معتزلی عقائد کا حامل تھا، ۲۵۰ھ میں وفات پائی) علماء حق کے خلاف انتقام کی آگ بھڑکانے میں زبردست کردار انجام دیا، چنانچہ بہت سے علماء پر مذہب جہمیہ کا پیروکار ہونے کی تہمت لگائی۔

(نوٹ)......شہرستانی نے الملل والنحل (ج ا ص ۸۶-۸۷) میں لکھا ہے کہ:

> ’’جہمیہ فرقے کے افراد جہم بن صفوان کے پیروکار ہیں جو کہ فرقۂ جبریہ کے خالص عقائد کا معتقد تھا اور باری تعالیٰ جل مجدہٗ سے ازلی صفات کی نفی میں معتزلہ کا ہمنوا تھا، بلکہ بعض امور میں ان سے بھی آگے تھا، مثلاً باری تعالیٰ جل مجدہٗ مخلوق کی کسی صفت سے متصف نہیں ہوسکتا، اس

لئے کہ اس سے خالق ومخلوق میں تشبیہ پائی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ تشبیہ سے پاک ہے، چنانچہ اس نے باری تعالیٰ کے حی اور عالم ہونے کی نفی کی ہے، اس کے قادر، فاعل اور خالق ہونے کو ثابت کیا ہے اور خلیفۂ وقت کو اس نے اس بات پر آمادہ کیا کہ عامۃ الناس کا عموماً اور قاضیوں کا خصوصاً مسئلہ خلق قرآن میں امتحان لیا جائے۔"

ابن ابی داؤد کی وفات کے بعد جب ان کا زور کم ہوگیا تو افترا پردازی اور تہمت کا سلسلہ شروع ہوگیا اور لوگ جسے ناپسند کرتے اس کے خلاف جھوٹے الزام لگانے لگے، چنانچہ خصاف بھی اس تہمت سے نہ بچ سکے اور اس تہمت کی بناء پر ان کو انتہائی مصائب وآلام کا شکار ہونا پڑا۔

مہتدی باللہ کے یہاں ان کو اس درجہ قرب واقتدار حاصل تھا کہ لوگ یہ کہنے لگے کہ یہ شخص تو ابن ابی داؤد کے اقتدار کو دوبارہ زندہ کرے گا اور مذہب جہمیہ کو فوقیت بخشے گا۔

مہتدی باللہ کے دورِ حکومت کو ایک سال بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ ۲۵۶ھ میں مہتدی کو قتل کردیا گیا اور بے چارے امام خصاف کو لوٹ لیا گیا، گویا مہتدی باللہ کا زوال درحقیقت خصاف کے زوال کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

ابن ندیم کے بیان کے مطابق خصاف نے مہتدی باللہ کے لئے کتاب الخراج تصنیف کی اور جب مہتدی قتل کردیا گیا تو خصاف کو بھی لوٹ لیا گیا، ان کی زندگی اجیرن بنادی گئی اور ان کی بعض کتابیں بھی ضائع کردی گئیں جن میں وہ کتاب بھی شامل ہے جو انہوں نے مناسک پر لکھی تھی اور جو ابھی تک لوگوں کو دستیاب نہیں ہوئی ہے۔

زہد وتقویٰ:......ابن نجار کہتے ہیں کہ بعض ائمہ نے ذکر کیا ہے کہ امام خصافؒ زاہد، خدا ترس اور پرہیزگار تھے اور اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے تھے۔

ابن نجار کہتے ہیں کہ میں نے ابوسہل محمد بن عمر کو بلخ کے بعض بزرگوں سے یہ روایت نقل کرتے ہوئے سنا ہے کہ:

"میں بغداد میں داخل ہوا تو ایک شخص کو پل کے اوپر تین دن تک یہ اعلان کرتے ہوئے سنا کہ قاضی احمد بن عمر خصاف سے فلاں مسئلے میں فتویٰ پوچھا گیا تھا تو انہوں نے فلاں فلاں جواب دیا تھا جو کہ غلط ہے اور صحیح جواب یہ ہے۔ اور اللہ اس شخص پر رحم کرے جو مستفتی تک اس صحیح جواب کو پہنچادے۔"

تمیمی نے اس واقعے کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"مناسب یہ ہے کہ علماء اسی طرح ہوں اور اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت اور بندگانِ خدا کی خیرخواہی اسی طرح کرنی چاہئے۔ ہمارے دور کے علماء کی طرح نہ ہوں، جن کا مقصد علم پر فخر وغرور اور اپنی قوت وغلبہ کے اظہار کے سوا کچھ نہیں ہے، جو کہ فریق مخالف سے بحث کے دوران

اس کی بھی پرواہ نہیں کرتے کہ وہ حق پر ہیں یا باطل پر، ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنی بداعمالیوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔''

علم واجتہاد میں خصاف کا مقام:...... شمس الائمہ الحلوائیؒ کہتے ہیں کہ خصاف علم کے ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کی پیروی کرنا درست ہے۔

علامہ شمس الدین احمد المعروف بابن کمال پاشا نے موصوف کو فقہاء حنفیہ کے تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے، یعنی مجتہدین کا وہ طبقہ جو ایسے مسائل میں اجتہاد کرتا ہے جس میں صاحب مذہب سے کوئی روایت نہیں ہے۔

علامہ کفوی نے خصاف کو فقہاء خفیہ کے دوسرے طبقے میں شمار کیا ہے، یعنی اصحاب حنفیہ میں اکابر متاخرین کا وہ طبقہ جو ایسے مسائل میں اجتہاد پر قادر ہے جن میں صاحب مذہب سے کوئی روایت نہیں ہے۔

الغرض اپنی مہارت، قدرت وکمال علمی کی بناء پر خصاف کو فقہاء حنفیہ میں ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے، اسی وجہ سے متاخرین آپ کی آراء کو بطور سند کے اپنی کتب میں بڑی کثرت سے نقل کرتے ہیں جیسا کہ آئندہ ان شاء اللہ اس کی تفصیل آئے گی۔

تالیفات:...... ابوبکر خصاف نے فقہ حنفی میں کتابوں کا ایک بڑا قیمتی ذخیرہ چھوڑا ہے جن میں سے بعض کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے:

(۱) کتاب احکام الاوقاف:...... یہ کتاب اس موضوع پر بے نظیر و بے مثال ہے جس میں وقف کے تمام چھوٹے بڑے اور وقوع مسائل کو جمع کر دیا ہے، اس کو چند ابواب پر مرتب کیا ہے، ایک باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین اور اکثر صحابہ وتابعین کے صدقات کو بیان کیا ہے، پھر وقف اور اس کی شرائط کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ دیگر مسائل کو بھی ذکر کیا ہے۔

احکام اوقاف میں دو کتابیں مشہور ہوئی ہیں جن میں سے ایک تو خصاف کی یہی کتاب ہے، دوسری کتاب شیخ امام ہلال بن یحییٰ بن مسلم بصری حنفی متوفی ۲۴۵ھ کی تالیف ''کتاب احکام الوقف'' ہے جو کہ دائرہ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن سے ۱۳۵۵ھ میں ۳۴۳ صفحات پر شائع ہو چکی ہے۔ شیخ امام ابومحمد عبداللہ بن حسین ناصحی قاضی حنفی متوفی ۴۴۷ھ نے ان دونوں کتابوں کو مختصر کیا ہے اور ''فتح باری الالطاف بجدول مستحق الاوقاف الموافق لنص بلال والخصاف'' کے نام سے ان دونوں کتابوں کی فہرست تیار کی ہے۔

محمود بن احمد قونوی متوفی ۷۷۱ھ نے اس مختصر کا ایک خلاصہ تیار کیا ہے، نیز شیخ برہان الدین ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی حنفی متوفی ۹۲۲ھ نے ''الاسعاف فی احکام الاوقاف'' کا ایک خلاصہ تیار کیا ہے، جس میں ہلال اور خصاف کے بیان کردہ مسائل اوقاف کو جمع کیا ہے، جامعہ بغداد المکتبۃ المرکزیہ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے کہ ۳۵۶ صفحات پر مشتمل

ہے۔ معجم المطبوعات العربیۃ والمعربیہ صفحہ ۸۲۴ پر اس کی طباعت کا تذکرہ ہے، لیکن الثقافۃ الاسلامیہ کے مؤلف علامہ راغب الطباخ کو اشتباہ ہوگیا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے ''الاسعاف فی احکام الاوقاف'' کو خصاف کی تالیفات میں سے شمار کیا ہے۔ خصاف کی کتاب الاوقاف کی اہمیت کے پیش نظر اس کے قلمی نسخے اطراف عالم میں پھیلے ہوئے ہیں اور دیوان عموم الاوقاف المصری کی توجہ سے ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے اور الفتاوی الھندیہ کے مولفین نے جلد دوم کے صفحہ ۴۴۰، ۴۴۵ اور ۴۵۳ پر اس کتاب کے حوالے نقل کئے ہیں۔

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون ۱/۲۱ پر اسے کتاب احکام الاوقاف کے نام سے اور ۲/۱۴۰۰ پر کتاب الوقف کے نام سے موسوم کیا ہے۔ صاحب مفتاح السعادہ نے کبھی کتاب الوقف اور بعض جگہ کتاب احکام الوقف کے نام سے ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو ۲/۲۷۶، ۲۷۷۔ ابن ندیم نے الفہرست صفحہ ۳۰۵ پر احکام الوقف نام ذکر کیا ہے۔ بروکلمان نے احکام الوقف کے نام سے ذکر کیا ہے، ملاحظہ فرمائیے: تاریخ الادب العربی المترجم ۳/۲۵۹، فواد سرکین نے احکام الاقاف کے نام سے ذکر کیا ہے، جی ایس ۱/۴۳۶۔ الطبقات السنیہ ۱/۴۸۵ میں اس کا نام احکام الوقف ہے، اور الکشاف عن مخطوطات خزائن کتب الاوقاف (بغداد) میں صفحہ ۸۲ پر اور فہرست المخطوطات العربیۃ فی مکتبۃ الاوقاف العامۃ بغداد صفحہ ۱/۵۷۷ پر اس کا نام الوقف ہے۔ فہرست المخطوطات المقصورہ (بغداد) صفحہ ۱/۲۵۴ پر اس کا نام الوقوف والصدقات ہے اور طباخ کی الثقافۃ الاسلامیہ (اردو ترجمہ حصہ دوم باب ۲۶ صفحہ ۵۷) میں اس کا نام الاسعاف فی احکام الاوقاف مذکور ہے۔

(۲) کتاب الحیل:...... (یہ کتاب دو جلدوں میں ہے) علوم الحیل، فقہ کا ایک باب ہے بلکہ فرائض کی طرح ایک مستقل فن ہے، جیسا کہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں بیان کیا ہے، اس علم کا مقصد حرج اور تنگی کو دور کرنے کی کوئی سبیل پیدا کرنا ہے، لیکن کسی حق چیز کو باطل قرار دینا یا باطل چیز کو حق قرار دینا اس کا مقصد ہرگز نہیں ہے۔ بہت سے قلمی نسخوں میں کتاب الحیل کا نام ''الحیل والمخارج'' مذکور ہے اور صاحب طبقات السنیہ نے جلد اول صفحہ ۴۸۵ پر غلطی سے اس کا نام کتاب الخیل (خاء معجمہ کے ساتھ) ذکر کیا ہے۔

یہ کتاب مندرجہ ذیل عبارت سے شروع ہوئی ہے:

> "بسم الله الرحمن الرحيم، رب يسر، قال ابوبكر احمد بن عمرو بن مهير الشيباني، حدثنا سلمة بن صالح قال حدثنا يزيدالواسطي عن عبدالكريم عن عبدالله ابن بردة قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن آية من كتاب الله تعالى:......"
>
> شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اے میرے پروردگار! آسان فرما۔ ابوبکر احمد بن عمرو بن مہیر الشیبانی کہتے ہیں کہ مجھ سے سلمہ بن صالح نے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے یزید الواسطی نے بیان کیا اور وہ عبدالکریم سے روایت

کرتے ہیں اور وہ عبداللہ بن ابی بردہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کی ایک آیت کے متعلق سوال کیا گیا......''

اس کے بعد ایک مقدمہ ہے جو ایسی احادیث واخبار پر مشتمل ہے جن میں کسی حرج وتنگی سے نکلنے کی ایسی تدبیریں بیان کی گئی ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے کوئی معصیت نہیں ہوتی۔ اس کے بعد اس کے فقہی ابواب مقرر کیے ہیں اور ہر باب میں اس سے متعلق مسائل ذکر کیے ہیں اور ان کی شرعی توجیہ بیان فرمائی ہے۔

حاجی خلیفہ نے بیان کیا ہے کہ اس کتاب کی بہت سی شرحیں ہیں جن میں شمس الائمہ الحلوانی، شمس الائمہ السرخسی اور امام خواہرزادہ کی شروح شامل ہیں۔

کچھ لوگوں نے اس کے خلاصے بھی تیار کیے ہیں اور فتاویٰ قاضی خان میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔

(۳) **کتاب الشروط الکبیر،** (۴) **کتاب الشروط الصغیر:**......علم الشروط والسجلات ایک ایسا علم ہے جو رجسٹروں اور کتابوں میں قاضی کے احکام کو اس طرح اندراج کے طریقے بیان کرتا ہے کہ بعد میں ضرورت پڑنے پر اس کو بطور سند وحجت پیش کیا جاسکے۔ اس علم کا موضوع یہی احکام ہیں باعتبار کتابت کے۔

خصاف کی ان دونوں کتابوں کا تذکرہ سب سے پہلے ابن ندیم نے کیا ہے اور باقی سوانح نگاروں نے بھی ان دونوں کتابوں کا ذکر کیا ہے، لیکن حاجی خلیفہ کو خصاف کی ان دو کتابوں کا پتہ نہیں چل سکا اور اس نے علم الشروط والسجلات کے مؤلفین کے ذکر کرنے کے بعد صرف اتنا کہا ہے کہ ''ابوبکر احمد بن علی المعروف بالخصاف الحنفی کی بھی اسی طرح ایک کتاب ہے۔

(۵) **کتاب الرضاع:**......حاجی خلیفہ نے ابواسحاق شیرازی کی اتباع میں اس کتاب کو اسی نام سے ذکر کیا ہے اور استنبول میں ملا مراد کے کتب خانے میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے جو کہ آٹھویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے۔''

(۶) **کتاب الاقالہ:**......اس رسالے کا نہ تو ابن ندیم نے ذکر کیا ہے اور نہ تمیمی نے اور نہ ہی دیگر سوانح نگاروں نے، صرف حاجی خلیفہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

اس کا ایک قلمی نسخہ برلن کے کتب خانے میں موجود ہے لیکن تعجب ہے کہ بروکلمان اور سرکین نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا، حالانکہ ان دونوں نے فہرست برلن پر بہت زیادہ اعتماد کیا ہے۔

(۷) **کتاب المحاضر والسجلات:**......تمام قدیم سوانح نگاروں نے اس کا تذکرہ کیا ہے لیکن جدید فہرستوں اور کتابوں میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کتاب الشروط الصغیر اور کتاب الشروط الکبیر کے علاوہ یہ ایک دوسری کتاب ہے۔ اگرچہ یہ دونوں کتابیں حاکم وقاضی کے سامنے پیش آنے والے واقعات اور اس کے بعد کے حالات کی تدوین سے متعلق ہیں۔

(۸) **کتاب الخراج:**......ابن ندیم ودیگر سوانح نگاروں نے ذکر کیا ہے کہ خصاف نے یہ کتاب مہتدی باللہ کے لئے

لکھی تھی مگر یہ کتاب مفقود ہے۔

(۹) کتاب فی المناسک:......یہ بھی خصاف کی گمشدہ کتابوں میں سے ہے جیسا کہ ابن ندیم نے ذکر کیا ہے کہ "یہ کتاب ابھی لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچنے بھی نہ پائی تھی کہ دیگر کتب کے ساتھ لوٹ لی گئی۔"

(۱۰) کتاب النفقات:......بعض تذکروں میں اس کتاب کا نام النفقات علی الاقارب ہے لیکن ابن ندیم نے دونوں عنوانوں سے اس کو دو جگہ ذکر کیا ہے، اس لئے بہت ممکن ہے کہ یہ دو مستقل کتابیں ہوں۔

تمام تذکرہ نگاروں نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے، مگر حاجی خلیفہ نے غلطی سے اس کو الصدر الشہید کی طرف منسوب کیا ہے، حالانکہ الصدر الشہید نے تو اس کتاب کی صرف شرح لکھی، ان کی یہ کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ حقیقت حال یہ ہے کہ بہت سے فقہاء نے خصاف کی کتاب النفقات کی شرحیں لکھی ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور حسام الدین الصدر الشہید کی شرح ہے۔

(۱۱) کتاب اقرار الورثۃ بعضھم لبعض:......یہ بھی خصاف کی گمشدہ کتابوں میں سے ہے۔

(۱۲) کتاب العصیر واحکام:......بعض تذکرہ نگاروں نے اس کا نام کتاب العصیر واحکام وحسابہ بھی ذکر کیا ہے، لیکن صاحب الفوائد البہیۃ نے غلطی سے اس کا نام کتاب القصر واحکام کا ذکر کیا ہے، اسی طرح طبقات الفقہاء المنسوب الی طاش کبری زادہ میں کتاب الصغیر واحکام غلط نام مذکور ہے۔

(۱۳) کتاب ذرع الکعبۃ والمسجد والقبر:......صاحب فوائد البہیہ نے اس کا نام کتاب المسجد والقبر ذکر کیا ہے اور تمیمی نے کتاب ذرع الکعبۃ والمسجد الحرام والقبر ذکر کیا ہے اور زرکلی نے کتاب درع الکعبۃ (دال مہملہ کے ساتھ) ذکر کیا ہے جو کہ غلط ہے اور حاجی خلیفہ نے اس کا نام صرف ذرع الکعبۃ ذکر کیا ہے، لیکن اس کے مؤلف کا نام ذکر نہیں کیا ہے۔

(۱۴) کتاب الوصایا:......حاجی خلیفہ نے اس کتاب کا تذکرہ نہیں کیا ہے، باقی سوانح نگاروں نے اس کا ذکر کیا ہے اور استنبول میں اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۱۵) کتاب فتاوی الخصاف فی الوقف:......اس کتاب کا ذکر موصل میں مدرسہ جامع المرحوم حسین پاشا الجلیلی کے کتب خانے کی فہرست مخطوطات میں ہے اور بہت ممکن ہے کہ یہ کتاب احکام الاوقاف ہی کا نسخہ ہو جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

(۱۶) کتاب الخصال:......صاحب ہدایۃ العارفین نے اس کتاب کو خصاف کی طرف منسوب کیا ہے، لیکن در حقیقت یہ خصاف کی کتاب نہیں ہے بلکہ ابوبکر احمد بن عمر بن یوسف الخفاف کی تالیف ہے اور بہت ممکن ہے کہ دونوں کے ناموں اور لقبوں کی مشابہت اس غلطی کا موجب ہوئی ہو۔

(۱۷) کتاب ادب القاضی:......قضاء سے متعلق خصاف کی یہ ایک معرکۃ الآراء تالیف ہے۔

☆......☆......☆